بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ + عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
فون ۴۴۹
جلد ۷۲/۳۷ | سوموار ۱۵ رمضان ۱۴۰۳ھ ۲۷ احسان ۱۳۶۲ ہش ۲۷ جون ۱۹۸۳ء | نمبر ۱۴۶
Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارِ احمدیہ

ربوہ: ۲۶ احسان/جون۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ
طبیعت بدستور ناساز چلی آ رہی ہے۔ آج ٹانگوں میں درد بڑھ گیا ہے۔ بلڈ پریشر مسلسل زیادہ چلا آ رہا ہے۔
احباب کرام خاص توجہ اور دلی التزام کے ساتھ ماہ رمضان المبارک کے ایام میں حضرت سیدہ ممدوحہ کے لیے دعائیں جاری رکھیں۔ مولا کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ کو صحت کامل عطا کرے اور برکتوں والی لمبی عمر سے نوازے۔ آمین۔

ضلع شیخوپورہ کے احمدیوں اور مہمان احباب سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی اجتماعی ملاقات

سب سے بنیادی چیز یہ ہے کہ امام کے انکار سے انسان اللہ کی اطاعت سے نکل جاتا ہے

اگر امام مہدی خدا کی طرف سے آئے گا تو پھر کسی انسان کیلئے اس کے انکار کی گنجائش نہیں

اللہ تعالیٰ کی صفات اپنے اندر پیدا کر کے ہی مادیت کے اس دور میں تعمیرِ کردار ممکن ہے

قرآن و حدیث نے جو عظیم الشان پیغام دیئے ہیں اس کو سمجھیں تب آپ دنیا کا مقابلہ کر سکیں گے

مرتبہ:- مکرم بشیر احمد اختر صاحب۔ صیغہ زود نویسی۔ ربوہ

مورخہ ۱۲ صلح ۱۳۶۲ ہش (۱۳ جنوری ۱۹۸۳ء) کو ضلع شیخوپورہ سے آئے ہوئے ایک وفد نے جس میں احمدی احباب کے علاوہ چالیس سے زائد مہمان دوست بھی تھے، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اجتماعی ملاقات کی۔ حضور قریباً ایک گھنٹہ تک ان دوستوں کے درمیان تشریف فرما رہے اور متعدد سوالوں کے جواب دیئے۔ اس ملاقات کی روداد شعبہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر احباب کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔

سب سے پہلے مکرم چوہدری انور حسین صاحب نے حضور کے ارشاد پر دوستوں کا تعارف کرایا۔ تعارف کے دوران حضور نے فرمایا۔

معلوم ہوتا ہے آج آپ کے ساتھ کوئی مولوی صاحب نہیں آئے۔ اکثر آپ مولوی صاحبان کو ساتھ لاتے ہیں تو سوال کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

پھر فرمایا۔

آج وقت تو بہت تھوڑا ہے۔ اس لیے کوئی ایک آدھ بات پوچھنی ہو تو بیشک پوچھ لیں۔

حضور کے اس ارشاد پر بعض غیر از جماعت دوستوں نے سوال پوچھے۔ ان میں سے پہلا سوال یہ تھا کہ

جماعت احمدیہ کے نزدیک نبوت

کی جو شان یا مقام ہے اس کی وضاحت فرمائی جائے۔

حضور نے فرمایا۔

نبوت تو اللہ تعالیٰ کی دین اور موہبت ہے۔ وہ جس کو چاہے نبی بنا دے۔

جہاں تک نبوت کی ضرورت کا تعلق ہے، اس سلسلے میں بنیادی چیز جو قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ کیا نبوت کی ضرورت ہمیشہ کے لیے ختم ہو سکتی ہے؟ عقل یہ کہتی ہے کہ جب کوئی نبی کامل شریعت لے کر آ جائے اور خدا کی طرف سے اس شریعت کی حفاظت کا بھی وعدہ ہو اور پھر اس سے بہتر تعلیم عقلی لحاظ سے ممکن ہی نہ ہو تو ایسی شریعت کے بعد نئی شریعت والا نبی دنیا میں آ ہی نہیں سکتا۔ موٹی بات ہے کہ کامل کتاب آ گئی جس میں تمام احکام موجود ہیں، زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈال دی گئی اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرما دیا کہ میں اس کتاب کو بدلنے نہیں دوں گا۔ اب اس کے بعد نہ کسی کتاب کی ضرورت ہے نہ ہی کتاب لانے والے کی۔

لیکن اگر کتاب کے ماننے والے اس پر عمل کرنا چھوڑ دیں اور اس کی تشریحات میں اتنا اختلاف پیدا ہو جائے کہ ایک ہی کتاب سے بظاہر دو بالکل متضاد باتیں ثابت کی جا رہی ہوں یعنی ایک فریق کہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ رات ہے اور دوسرا فریق اسی کتاب سے ثابت کرے کہ یہ دن ہے، تو دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اس قسم کے

اختلافات کے حل کی کوئی صورت

ہے؟ ایک فریق کہتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور دوسرا کہتا ہے کہ آپ تو بشر ہیں، نور ہیں ہی نہیں۔ اور دونوں ایک ہی کتاب یعنی قرآن سے ثابت کر رہے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ حضرت علیؓ خلافت کے وارث تھے اور دوسرا کہتا ہے کہ خلافت کا وارث کوئی بھی نہیں تھا بلکہ حضرت ابوبکرؓ پہلے خلیفہ تھے، پھر حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور پھر حضرت علیؓ اور دونوں فریق قرآن کریم سے اپنے مسلک کو ثابت کرتے ہیں۔ ایک فریق کہے کہ قبروں پر جھکنا جائز ہی نہیں، ضروری ہے اور مُردوں سے دعا مانگی جا سکتی ہے اور ایسے داتا ہیں کہ وفات کے بعد بھی ہماری التجاؤں کو قبول کر سکتے ہیں۔ لیکن دوسرا فریق کہے کہ ایسا کرنا شرک ہے۔ سوائے خدا کے کسی سے مانگنا جائز نہیں۔ مُردہ کے لیے دعا کرو۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ اور دونوں ہی قرآن کریم سے ثبوت پیش کریں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کتاب تو بظاہر محفوظ رہی۔ لیکن امت ایک رہے گی یا نہیں؟ بظاہر ایک کتاب کا پابند ہونے کی صورت میں امت ایک ہی رہنی چاہیئے۔ لیکن ان اختلافات کے بعد جو اسی کتاب سے نکلے ہوں اُمت ایک یعنی متحد نہیں رہ سکتی۔

جب امت ایک نہ رہی تو اس کو ایک بنانے اور متحد کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ اُمت کو ایک بنانے کے مختلف طریقے سوچے جا سکتے ہیں۔ ایک طریقہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ ایک دوسرے سے اختلاف رکھنے والے جتنے بھی علماء ہیں ان سے کہا جائے کہ خدا کا خوف کرو۔ آپس میں مل بیٹھو اور امت کو ایک پیغام دو کہ قرآن کریم کیا کہتا ہے؟ لیکن نہ ہی آج تک کبھی ایسا ہوا اور نہ ہی ایسا ممکن ہے کہ جن لوگوں

رجسٹرڈ نمبر ایل: ۵۲۵۴۔ پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبد الحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دار الرحمت غربی ربوہ۔ قیمت: ۵۵ پیسے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے اختلاف پیدا کیا ہو وہ خدا کا خوف کر کے آپس میں مل بیٹھیں اور متحد ہو کر ایک پیغام دیں۔ شاید آپ میں سے کسی کی عقل میں یہ بات آجائے مگر میری عقل میں تو نہیں آسکتی کہ جو علماء تیرہ سو سال سے لڑ رہے ہیں وہ متحد ہو جائیں۔ اگر ساری امتِ مسلمہ ان کی منت بھی کرے کہ خدا کا خوف کرو اور بس کرو اور ہمیں ایک پیغام دو تو وہ ایسا نہیں کریں گے۔ ان کے جھگڑے ہی ختم نہیں ہو سکتے۔

جب مذہب کے معاملے میں یہ صورت پیدا ہو جائے کہ نام تو کتاب کا ہے اور عمل کسی اور چیز پر ہے، نام توحید کا ہے عملاً شرک ہو رہا ہے، نام سچائی کا ہے اور سارے گھروں میں جھوٹ بولا جا رہا ہے، نام نیکی اور تقویٰ کا ہے اور ہر جگہ گندگی اور فساد پھیل گیا ہو اور چوری، ظلم، ایک دوسرے کا حق مارنا اور عدالتوں میں جھوٹ بولنا عام ہو گیا ہو تو یہ سمجھنا کہ پھر بھی کسی کے آنے کی ضرورت نہیں ہے، بڑا تعجب انگیز ہے۔ پھر

اُمت کی اصلاح کس طرح ہو گی؟

اس صورت میں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ کوئی امتی نبی بھی نہیں آسکتا جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو، جو اسی کتاب کا ماننے والا اور اسی کا پیغام دنیا کے سامنے پیش کرنے والا ہو، جو خدا سے علم پا کر ایک تحریک چلائے اور مسلمانوں کو از سرِ نو مسلمان بنائے اور ایک وحدت میں پروئے اور خدا سے علم پا کر ان کے جھگڑوں کے فیصلے کرے۔ پھر تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس امت کے دن ختم ہو گئے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک)۔ کتاب ایک رہے گی، آخری شریعت دنیا میں موجود رہے گی، لیکن آخری قوم اٹھ چکی ہو گی اور اس کا کوئی نشان باقی نہیں رہے گا۔ مسلمانوں کو یہ سب کچھ قبول ہے لیکن وہ یہ ماننے کے لیے تیار نہیں کہ خدا، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں میں سے کسی کو اُمت کی اصلاح کے لیے کھڑا کر دے۔ کہتے ہیں اس سے ختم نبوت پر حملہ ہو گیا اور نعوذ باللہ محمد رسول اللہؐ کی بیعزتی ہو گئی۔ اب ہم ان کو قتل کر کے اِس بے عزتی کا بدلہ اتاریں گے۔ حالانکہ ایک عام آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے معمولی سمجھ عطا فرمائی ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ بے عزتی کس بات میں ہے؟۔

علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ امتِ مسلمہ کی حالت کیسی ہی خراب کیوں نہ ہو جائے اور گندگی، بے حیائی، رشوت ستانی اور ظلم و ستم میں لوگ حد سے بھی کیوں نہ گزر جائیں اب اللہ تعالےٰ اس کی اصلاح کے لیے کسی کو نہیں بھیجے گا۔ کوئی مولوی از خود رہنما بن جائے تو بن جائے، خدا نے اب کسی کو نہیں بھیجنا۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ امتِ محمدیہ کو اس حالت میں چھوڑ دے جس میں وہ اس وقت ہے اگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ رسول ہیں اور اگر اسلام زندہ مذہب ہے تو زندہ مذہب کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ خدا اس کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ اور زندگی دینے کے لیے نبی آنا ضروری ہے۔ لیکن نبی کا آنا علماء کو پسند نہیں۔ حالانکہ ان کے نزدیک نبی کے سوا باقی تمام مراتبِ روحانی مل سکتے ہیں اور ملتے رہے ہیں۔ ولی بھی موجود رہے اور قطب بھی پیدا ہوتے رہے۔ علماء بھی موجود ہیں اور پیر فقیر بھی موجود ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فرق کیا پڑا ہے؟ کتاب بھی وہی ہے، دین بھی نہیں بدلا کیا چیز نہیں ہے۔ نبوت نہیں ہے۔ اور اس ایک چیز کے نہ ہونے سے دنیا پر جو آفت ٹوٹ پڑی اور مسلمانوں کا جو حال ہو گیا وہ آپ کے سامنے ہے۔ کہتے ہیں ہمیں نبوت کی نعمت نہیں چاہیئے۔ دنیا کی جو چیز بھی آجائے منظور ہے۔ نبی آجائے گا تو ہمیں آگ لگ جائے گی، ہمیں تکلیف ہو گی۔ اس لیے نبی کو نہیں آنے دینا۔ اگر نبی نہیں آنے دینا تو پھر کیا آنے دینا ہے؟ دجال اور شیطان آنے دینا ہے؟ اس بات پر کون راضی ہو سکتا ہے کہ خطرے کے دروازے تو کھلے رہیں لیکن اصلاح کا دروازہ بند ہو جائے۔ یہ تو ویسی ہی بات ہے جیسے کسی گھر والے فیصلہ کر لیں کہ ہم طاعون، نزلہ، زکام، کھانسی، سل، تپ دق غرضیکہ ہر بیماری کے جراثیم کو دعوت دیں گے کہ شوق سے تشریف لائیں۔ دروازہ کھلا ہے۔ لیکن اگر دوائی لائی گئی یا ڈاکٹر گھس گیا تو اسے مار مار کر باہر نکال دیں گے کہ تم ہوتے کون ہو یہاں آنے والے؟ ڈاکٹر کے آنے سے تو ہماری بے عزتی ہو جائے گی۔ بچوں کا تڑپ تڑپ کر آنکھوں کے سامنے مرنا منظور ہے لیکن بے عزتی برداشت نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جب قوم بیماریوں میں مبتلا ہو جائے تو وہ خود بخود بے عزت ہو جاتی ہے۔ اس وقت اگر حکیم نہ آئے تو وہ قوم بالکل مر جاتی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ ہمارے غیر از جماعت دوست

نبوت کا مفہوم

ہی بالکل غلط سمجھے ہیں۔ نبوت کا یہ مفہوم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز ثابت نہیں۔ آپؐ کی طرف خواہ مخواہ غلط باتیں منسوب کی جا رہی ہیں۔ وہ رسول جو حکمتوں کا سرچشمہ تھا وہ ایسی بات کہہ ہی نہیں سکتا تھا۔ آپؐ نے جو کچھ فرمایا اس کے ایک حصے کو لیتے ہیں اور دوسرے کو چھوڑ دیتے ہیں۔ حضور اکرمؐ نے جہاں یہ فرمایا کہ "میرے بعد کوئی نبی نہیں"[1] وہاں ایسی مثالیں دی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کی مراد یہ ہے کہ آپؐ کے فوراً بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ اگر میرے بعد

[1] بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم

کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا[1] حضرت عمرؓ اس وقت زندہ تھے جب آپؐ نے یہ فرمایا۔ اگر وہ نبی ہوتے تو زیادہ سے زیادہ تیس چالیس یا پچاس سال کے اندر نبی ہوتے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ حضور اکرمؐ یہ فرما رہے ہیں کہ میرے فوراً بعد کسی نبی کا انتظار نہ کرنا۔ کہیں جھوٹے تمہیں دھوکہ نہ دے جائیں۔ لیکن دُور کے زمانے میں، لمبے مستقبل میں نبی کے آنے کی آپؐ نے خود خبر دی ہے چنانچہ آپؐ نے حضرت مسیح بن مریمؑ کی پیشگوئی فرمائی اور انہیں "نبی اللہ" کہا[2] پھر امام مہدی کے آنے کی پیشگوئی فرمائی۔ اگر وہ امام نبی نہیں ہو گا تو پھر کیا ہو گا؟ میں نے علماء سے کئی دفعہ پوچھا ہے، آپ بھی بیشک ان سے پوچھیں کہ کیا امام مہدی کا نام امتی نبی کے سوا اور کوئی ہے؟ اس کا مقام ہی اُمتی نبی کا ہے۔ کیونکہ اگر امام مہدی سے خدا کلام نہ کرے، اس پر وحی نازل نہ فرمائے اور اسکو خود مقرر نہ کرے تو وہ کس طرح امام بن جائے گا؟ کیا آپ نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے؟ اگر کوئی امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرے جس طرح ایک نے ابھی مکہ میں کیا تھا تو آپ کا حق ہے کہ اس سے پوچھیں کہ ہمیں یہ بتاؤ کہ کیا خدا نے تمہیں امام مقرر کیا ہے؟ وہ کہے گا وحی تو ہے ہی بند۔ مجھے خدا کس طرح مقرر کر سکتا تھا۔ آپ کہیں گے کہ جب وحی بند ہو گئی اور تم کہتے ہو کہ میں امام ہوں، ہمیں کس طرح پتہ چلے کہ واقعی تم امام ہو کیونکہ ابھی تک خدا نے تم سے بات ہی نہیں کی۔ پس امام بھی ہاتھ سے گیا۔ جو عقیدہ یہ علماء آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ امام آئے گا، اس کی مثال ایسے ہی ہے جس طرح ماں بچے کو لوری دیتی ہے کہ کوئی بات نہیں۔ تمہیں ساری چیزیں مل جائیں گی۔ اور ہوتا کچھ بھی نہیں۔ تو یہ بھی دراصل آپ کو لوری دے رہے ہیں۔ کیونکہ جس امام کے آنے سے پہلے ہی وحی بند ہو چکی ہو اور امتی نبوت کا انعام بھی نہ مل سکتا ہو تو پھر امام کس طرح بن سکے گا؟ خدا کے مقرر کرنے کے بغیر بھلا کوئی امام کیسے بن سکتا ہے۔ اور جو خدا کے بنائے بغیر امام بن جائے اس کی امامت کو ہم نے کیا کرنا ہے؟ دنیا کا کوئی مسلمان اٹھ کر کہہ دے کہ مجھے لوگوں نے امام بنایا ہے تو ہمیں اس کی کیا پرواہ۔ اس طرح تو جو چاہے امام بن جائے۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ جب ہم پوچھتے ہیں کہ امام مہدی امام کس طرح بن جائے گا کیونکہ بقول آپ لوگوں کے وحی تو بند ہو گئی اور امتی نبوت کا انعام اب کسی کو مل نہیں سکتا، تو علماء چپ ہو جاتے ہیں۔ پس عملاً ان کا یہ عقیدہ ہے کہ امام بھی نہیں آئے گا۔ اس کے سوا کوئی اور شکل بنتی ہی نہیں کہ امام کا نام تو لے رہے ہیں لیکن عملاً اس کے منکر ہیں کیونکہ عقیدۃً اس کے آنے میں روک ڈالی ہوئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ

امام وہی ہوتا ہے

جسے خدا مقرر کرتا ہے۔ اور امام مہدی بھی اسی لیے امام ہو گا کہ اللہ اسے امام بنائے گا۔ اور جب خدا وحی کے ذریعے کسی کو امام مقرر کر دے تو وہ نبی ہو جاتا ہے۔ نبوت میں اور کیا خصوصیت ہوتی ہے؟ نبی کہتے ہی اللہ کے ایسے انتخاب کو ہیں جس میں وہ وحی کے ذریعے کسی کو مقرر فرماتا اور اپنا مامور بنا دیتا ہے اور لوگوں کو اجازت نہیں ہوتی کہ اس کا انکار کریں۔ اگر انکار کریں تو اللہ کہتا ہے کہ جاؤ، تم میرے حزب سے کاٹے گئے۔ پس یہ ہے نبوت کی تعریف۔

جہاں تک مسیح ابن مریم کا تعلق ہے ان کے متعلق ہم قرآن اور حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور کسی اور مسیح کے آنے کے آپ لوگ قائل نہیں ہیں۔ پس دونوں سے چھٹی ہو گئی۔ دجال آئیں سو بسم اللہ۔ دجال کا آنا منظور ہے کیونکہ دجال کا آنا ملکی قانون کے خلاف نہیں ہے۔ جو چیز خلاف قانون ہے وہ نبی کا آنا ہے۔ بیماریاں بیشک قائم رہیں بلکہ بڑھتی رہیں، کوئی حرج نہیں، لیکن حکیم نہیں آسکتا جس امت کے یہ عقائد ہو جائیں، اس کا جو انجام ہو گا وہ آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ نہ کوئی مقصد رہا ہے اور نہ زندگی کا کوئی معین راستہ اور معین رُخ رہا ہے کہ کس طرف کو جانا ہے؟ ہر آدمی بے چین اور بیقرار ہے۔ کچھ سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ مسلم ممالک آپس میں پھٹے ہوئے ہیں ایک قوم دوسری قوم سے لڑ رہی ہے۔ بے چینی اور بیقراری کا عالم ہے۔ اخلاق ہیں کہ دن بدن گرتے جا رہے ہیں۔ اسلام پر یقین کم ہوتا جا رہا ہے اس لیے کہ اس پر عمل کے نتیجے میں کچھ حاصل نہیں ہو رہا۔ اسرائیل ایک چھوٹی سی ریاست ہے تعداد میں کتنی تھوڑی ہے لیکن ایسی ظالم ہے کہ مسلمانوں پر ظلم کرتی جا رہی ہے اور کچھ پیش نہیں جاتی۔ جب وقت کے امام کا انکار کیا جاتا ہے تو اسی قسم کے حالات پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔

پس خدا کا خوف کرنا چاہیئے اور دعا کرنی چاہیئے کہ اے خدا! اگر واقعی تیرا بھیجا ہوا امام آگیا ہے تو ہمارے دل کھول دے اور ہمیں نیک رستے پر چلا۔

جماعت احمدیہ اس لحاظ سے مزے میں ہے کہ اس نے امام مہدی کو شناخت کر لیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ جس امام نے آنا تھا وہ اللہ کے فضل سے آگیا ہے۔ اس نے نیکی کے جو کام کرنے تھے وہ کر چکا ہے۔ اس نے ہمیں نیکی کے راستوں پر چلا دیا ہے۔ ہم ساری دنیا میں اسلام کی تبلیغ کر رہے

[1] ترمذی ابواب المناقب باب مناقب عمرؓ
[2] مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ ہم ساری دنیا میں مسجدیں بنا رہے ہیں۔ پھر پاکستان میں مخالفت کو برداشت کرنے کا حوصلہ بھی اللہ نے دیا ہوا ہے۔ آپ ایک گھر جلاتے ہیں تو اللہ دس عطا فرما دیتا ہے۔ ایک مسجد مٹاتے ہیں تو خدا باہر دس مسجدیں بنانے کی توفیق دے دیتا ہے۔ پس ہم تو اللہ سے ہر حال میں راضی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی

سچائی میں سب سے بڑا ثبوت

پیش کیا وہ یہ ہے کہ آپ نے دنیا کو قرآن کی تعلیم دی اور نیکی کی ہدایت کی۔ لیکن جھوٹا کبھی نیکی کی ہدایت نہیں کر سکتا۔ سیدھی بات ہے کہ جھوٹے اور شیطان کو کیا ضرورت ہے کہ لوگوں کو نیکی پر قائم کرے۔ جھوٹے کا تو کام یہ ہے کہ کوئی فساد پھیلائے اور شیطانی کاموں کی طرف لوگوں کو بلائے۔ مولوی یہ بھی نہیں سوچتے کہ مسیح موعودؑ نے آکر کیا کیا ہے؟ انہوں نے خواہ مخواہ اعتراض کر کے احمدیت کو ایک عجیب و غریب مذہب بنا لیا ہے۔ حالانکہ حقیقتِ احمدیت سے اس مذہب کا کوئی بھی تعلق نہیں جو ان مولویوں نے احمدیت کے نام پر بنا لیا ہے۔ کتاب کا ایک فقرہ ایک جگہ سے لیا اور ایک فقرہ کسی دوسری جگہ سے لیا اور اوٹ پٹانگ اعتراض کر کے ایک نئی احمدیت بنا لی اور پھر کہتے ہیں کہ یہ بڑی گندی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ احمدیت یقیناً گندی ہے جو تم نے بنائی ہوئی ہے۔ جو احمدیت ہم جانتے ہیں وہ تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ:۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین اور آخری صاحب شریعت نبی ہیں۔ آپؐ تمام نبیوں سے اور ہر دوسرے شخص سے بلکہ فرشتوں سے بھی افضل ہیں۔ آپؐ کی بادشاہت قیامت تک جاری رہے گی اور کوئی نہیں جو اس کو بدل سکے۔ فرشتوں پر ہمارا ایمان ہے۔ یوم آخرت پر ہمارا ایمان ہے۔ قرآن کریم کے آخری کتاب ہونے پر ہمارا ایمان ہے اور ہم یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس امام مہدی کے آنے کی خبر دی تھی وہ سچی ہے اور وہ امام آچکا ہے کیونکہ علامتیں پوری ہو گئی ہیں۔

ان عقائد کے باوجود اگر کوئی مخالفت کرے اور جو چاہے کہے، ہمیں اس کی ذرہ بھی پرواہ نہیں۔ ہم تو موجیں لوٹ رہے ہیں۔ ہم نے نیکی کے وہ کام شروع کر دیئے ہیں۔ جن کی طرف امام مہدی نے ہمیں بلایا ہے۔ دین کے رستے میں جن قربانیوں کی ضرورت تھی وہ ہم دے رہے ہیں۔ قرآن کریم کے تراجم شائع کر رہے ہیں۔ سپین کی دوبارہ روحانی فتح کا پروگرام بنا لیا ہے اور وہاں کام شروع ہو چکا ہے۔ الغرض ساری دنیا میں ہم نے نیکی کے کام شروع کر دیئے ہیں۔ پس جس امام نے ہمیں نیکیاں سکھائیں، قرآن کی خدمت کا رستہ بتایا، نماز اور عبادت کے طریق بتلائے، انصاف سکھایا اور تقویٰ کی راہوں پر چلایا وہ جھوٹا کس طرح ہو گیا؟ سیدھی بات ہے کہ جو سچائی کی تعلیم دے رہا ہو وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

پس نبوت کے وہ تصورات جو عوام نے پھیلائے ہوئے ہیں وہ سب فرضی باتیں ہیں۔ اگر کوئی سمجھدار انسان نبوت کے لفظ پر غور کر کے دیکھے تو جو نتیجہ میں نے نکالا ہے اس کے سوا وہ کوئی اور نتیجہ نکال ہی نہیں سکتا۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری صاحب شریعت نبی ہیں۔ لیکن اگر امتِ محمدیہ کو اصلاح کی ضرورت پڑے جیسا کہ آج کل ہے، تو خدا تعالیٰ آپ کے غلاموں میں سے کسی کو خود اصلاحِ امت کے لئے مقرر کر سکتا ہے اور یہ رستہ کھلا ہے۔ ایسی صورت میں اصلاح کا کوئی انتظام نہ کرنا ظلم ہو گا، کسی کو نبی مقرر کرنا ظلم نہیں ہو سکتا۔

پھر اس بات پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ

نبی سے نفرت کیوں ہے؟

اگر نبی کے آنے سے قوم میں کیڑے پڑتے ہوں اور گندگی پیدا ہوتی ہو جیسا کہ کوڑھی کے آنے سے ہوتا ہے تو آپ کا یہ کہنا کہ ہمیں نبی کی ضرورت نہیں اور وہ ہمارے پاس نہ آئے۔ بجا ہے۔ لیکن نبی تو اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ وہ تو اللہ کی رحمت ہوا کرتا ہے۔ ہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی شرط ہے۔ اگر ایسا نبی آئے جو حضور اکرمؐ کی غلامی کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ سراسر نعمت ہے۔ لیکن اگر مخالفت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ لعنت ہے نہ کہ رحمت۔ کیونکہ ساری نعمتیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو چکی ہیں۔ یہ ہے معنی ختم نبوت کا۔ پس اگر کوئی نعمتِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) بانٹنے والا ہے تو اس کا نبی ہونا ہرگز قابلِ اعتراض نہیں بلکہ زیادہ رحمت کا موجب ہے کیونکہ وہ رسول اکرمؐ کے واسطہ سے خدا سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سے تائید حاصل کرتا اور اس سے روشنی پاتا ہے۔ ہاں اگر وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شعشہ یا نقطہ بھی مخالفت رکھتا ہے تو ہم اس کو نبی نہیں مان سکتے۔ وجہ یہ کہ وہ نعمت کی مخالفت کر رہا ہے اور پھر خود ہی اس نعمت کو بانٹ رہا ہے۔ یہ بات ہی بالکل غلط ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ الغرض نبوت کے بارہ میں ہمارا یہ مذہب ہے۔ جو ابھی میں نے بیان کیا ہے۔

زمانہ بڑی تیزی کے ساتھ گزر رہا ہے۔ آپ لوگ ہم سے رُوٹھ کر دُور بیٹھے خواہ مخواہ اپنا بھی نقصان کر رہے ہیں اور اسلام کا بھی۔ جتنا جلدی آپ ہمارے ساتھ شامل ہوں گے، اتنی زیادہ اسلام کی طاقت بڑھے گی۔ اتنا جلدی ہم دنیا کو فتح کر سکیں گے اور اتنا جلدی اسلامی نظام قائم ہو گا۔ ہمیں تو یہ دُکھ ہے کہ علماء نے بے وجہ لوگوں کو ہم سے متنفر کر دیا ہے اور ہمارے خلاف نفرتیں پھیلا دی ہیں۔ اچھے بھلے سادہ لوگ، شریف مسلمان جن کے اندر خواہش پائی جاتی ہے کہ اسلام ترقی کرے۔ جن کے دل چاہتے ہیں کہ وہ ایک ہاتھ پر جمع ہوں اور ایک تنظیم میں پروئے جائیں۔ وہ دانہ دانہ بکھرے پڑے ہیں۔

دوسرا سوال یہ کیا گیا کہ

اگر امام مہدی کو نہ مانا جائے

تو کیا حرج واقع ہوتا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ، کچھ تو وہ ہوتا ہے جو میں ابھی بتا چکا ہوں۔ علاوہ ازیں سب سے بنیادی چیز یہ ہے کہ امام کے انکار سے انسان اللہ کی اطاعت سے نکل جاتا ہے۔

جیسا کہ میں نے وضاحت سے بیان کیا ہے۔ امام مہدی کے متعلق دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اوّل یہ کہ اسے خدا نے مقرر کیا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ خود ہی بن گیا یا لوگوں نے بنا دیا۔ ان دو کے علاوہ کوئی اور صورت ممکن ہی نہیں۔ اگر امام مہدی کے متعلق آپ کا یہ تصور ہے کہ دنیا بنا سکتی ہے یا وہ خود امام بن سکتا ہے تو اس کو ماننے یا نہ ماننے سے ایک ذرہ برابر بھی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن اگر یہ تصور ہے کہ امام خدا مقرر کرتا ہے تو پھر تو نہ ماننے سے فرق ہی فرق ہے۔ پھر تو نہ ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے نہ ماننے سے خدا ہاتھ سے جاتا ہے اور خدا کا انکار کر کے تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اس لئے آپ باقی بحثیں چھوڑیں پہلے یہ فیصلہ کریں کہ امام مہدی کس طرح بنے گا؟ اگر خدا بنائے تو بندے کا کام نہیں کہ آقا کے مقابل پر کھڑا ہو جائے اور کہے کہ بنایا تو تو نے ہی ہے، مگر میں نہیں مانتا۔ اسی کا نام قرآن کریم میں شیطنت اور ابلیسیت ہے۔ قرآن کریم نے جو پہلا سبق دیا وہ یہ ہے کہ جب خدا نے آدم کو خلیفہ بنایا اور حکم دیا کہ اس کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے باقی سب نے سجدہ کیا۔ اس نے کہا میں تو آدم کو نہیں مانتا۔ حالانکہ آدم میں کوئی ذاتی خوبی نہ تھی۔ اصل اطاعت تو اللہ کی تھی۔ شیطان نے یہ بھی کہا کہ میں تو آگ سے بنا ہوا ہوں اور یہ مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ میرے مقابل پر کیا حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دلیل کا انکار نہیں کیا۔ فرمایا، ٹھیک ہے لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ آدم کو میں نے بنایا ہے۔ اس لئے تم اس کا نہیں، میرا انکار کر رہے ہو۔ پس آدم کا انکار خدا کا انکار اس وجہ سے بنا کہ آدم کو خدا نے مقرر کیا تھا۔ اس لئے اگر امام مہدی خدا بنائے گا تو کوئی مسلمان، بلکہ کوئی انسان سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس کا انکار کرے۔ اگر انکار کرے گا تو سب کچھ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اور اگر لوگوں نے بنانا ہے تو میں بھی اس کا انکار کروں گا، بلکہ انکار کرنے والوں میں صفِ اوّل میں ہوں گا۔ پس لوگوں کے بنائے ہوئے امام مہدی کی کوئی پرواہ نہ کریں اور خدا کے بھیجے ہوئے کا انکار نہ کریں۔

ایک اور سوال

یہ تھا کہ بعض شیعہ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی پیدائشی مختونؔ اور ناف کٹا ہو گا۔

اس کے جواب میں حضور نے فرمایا۔

اس ضمن میں مجھے قادیان کے زمانے کا ایک لطیفہ یاد آ گیا۔ وہاں ہم سکھوں کو تبلیغ کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ گفتگو کے دوران ایک سکھ نے پوچھا کہ حضرت مرزا صاحب کی ہڈیاں تھیں یا نہیں؟ میں نے کہا ضرور تھیں۔ کہنے لگا گرو کی تو ہڈیاں ہی نہیں ہوتیں۔ پھر مرزا صاحب گرو کس طرح ہو گئے؟ میں نے کہا سردار جی! آپ کے جو گرو تھے ہڈی کے بغیر ان کا گوشت کیسے کھڑا رہتا تھا۔ کیونکہ ہڈی کے بغیر تو انسانی جسم کھڑا ہی نہیں ہو سکتا وہ ڈھیری کیوں نہ بن گیا۔ اس پر سردار جی نے کہا کہ لگتا ہے کہ ہڈیاں تھیں۔ میں نے کہا پھر مرزا صاحب کے بھی لگتا ہے، ہڈیاں تھیں۔

یہ ہے تو لطیفہ، لیکن امر واقعہ یہی ہے کہ مذہب کے معاملہ میں اگر انسان بغیر سند کے بات کرنا شروع کر دے تو مذہب میں فساد پھیل جاتا ہے۔ اب اگر کوئی اپنی طرف سے اصول سوچ لے تو اس کا کیا جواب ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ مذہب کے متعلق بات کرتے وقت مذہبی کتابوں سے سند لینی چاہیئے۔ انسان کو اپنی طرف سے باتیں گھڑ کر مذہب کی طرف منسوب کرنے کا کوئی حق نہیں۔

پس جب تک شیعہ علماء قرآن اور حدیث سے ثابت نہ کریں کہ نبی یا امام مختون پیدا ہوتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے یا اس کی ناف کٹی ہوئی ہوتی ہے۔ اس وقت تک ہم پر جواب دینا فرض نہیں ہے۔ پہلے وہ بتائیں کہ کہاں قرآن اور حدیث میں یہ اصول بیان ہوا ہے؟

اس پر سوال کرنے والے دوست نے عرض کی کہ بعض کتابوں میں ایسا لکھا ہوا ہے اور حدیث بخاری کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا کہ حدیث کی کسی کتاب میں بھی یہ بات لکھی ہوئی موجود نہیں۔

اس موقع پر ایک شیعہ نوجوان کھڑے ہوئے اور حضور کے جواب کی تائید کرتے ہوئے بتایا کہ شیعوں کی کسی کتاب میں بھی اس قسم کی کوئی روایت موجود نہیں۔

پھر حضور نے سوال کرنے والے مہمان دوست سے مخاطب ہو کر فرمایا "آپ کو تو میں نے پہلے ہی بتا دیا ہے کہ اگر کوئی اس قسم کی بات کرتا ہے تو اس کے بارے میں قرآن کریم نے ہمیں یہ اصولی تعلیم دی ھَاتُوا بُرْھَانَکُمْ۔ کہ جب کوئی کہے کہ یہ بات یوں ہونی چاہیئے تو اس کو کہو کہ دلیل پیش کرو۔ اگر دلیل لے آئے تو جواب دینا فرض ہے اور اگر دلیل نہ لا سکے تو بات ختم۔ کتنا آسان طریق ہے اس لئے جو بھی کوئی اصول یا نظریہ پیش کرتا ہے جب تک دلیل نہ لائے، قرآن کریم کی مذکورہ بالا تعلیم کی رو سے مجھ پر جواب دینا فرض ہی نہیں ہے۔"

ایک مہمان دوست نے عرض کی کہ ازالہ اوہام میں ہے کہ

قرآن میں لفظ توفی

روحانی طور پر اٹھائے جانیوالوں کے لئے آیا ہے اور مسلم الثبوت کتاب میں لکھا ہے کہ جن کو اٹھایا جائے گا ان کے لئے لفظ توفی آتا ہے اور جن کو اٹھایا نہیں جائے گا ان کے لئے لفظ موت آتا ہے

حضور نے فرمایا کہ

جس طرح آپ کہہ رہے ہیں اس طرح مسلم الثبوت، کتاب میں نہیں ہے۔ یہ بات آپ نے اپنی طرف سے بنائی ہے۔ غالباً یہ لکھا ہوا ہوگا کہ مُتَوَفّٰی کے معنی ہیں جس کی روح کو دوبارہ اٹھایا جائے۔ چنانچہ قرآن کریم نے ہر ذی روح کے لئے لفظ توفی استعمال فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا کہ جن لوگوں کو ہم موت دینا چاہتے ہیں ان کی روح کو روک لیتے ہیں اور واپس نہیں کرتے یعنی ان کی توفی کرتے ہیں اور جن کو نیند دی جاتی ہے ان کی روح واپس کر دیتے ہیں[1] اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کی رو سے لفظ توفی ہر ذی روح پر حاوی ہے۔ ہر انسان جو اس آیت کا مصداق ہے لفظ توفی کے تحت آگیا۔ ایک شخص بھی توفی سے باہر نہ رہا لیکن ایک طریق مُمِیْتُکَ کہنے کا بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کسی کتاب میں اشارۃً بھی یہ بات نہیں لکھی کہ کچھ لوگ موت پائیں گے اور مر کر زندہ نہیں ہوں گے۔

لیکن کچھ لوگ توفی پائیں گے اور مر کر زندہ ہوں گے (سوال کرنے والے دوست نے حضور کی گفتگو کے دوران کچھ کہنا چاہا تو حضور نے فرمایا۔ آپ مجھے موقع دیں۔ میں آپ کو سمجھاتا ہوں ہو سکتا ہے آپ کو غلط فہمی ہوئی ہو میں آپ کی غلط فہمی کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں) میرے ذہن میں اس وقت وہ پوائنٹ نہیں ہے جو آپ کہہ رہے ہیں لیکن مجھے حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کا خوب علم ہے۔ ہو سکتا ہے آپ نے یہ بحث اٹھائی ہو کہ موت کا لفظ عام ہے اور ایسی چیزوں پر بھی بولا جاتا ہے جن کا حشر نہیں ہوگا مثلاً مُردہ چیزیں پتھر وغیرہ ان کے لئے موت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہیں موت سے نکالا ہے اور زندگی بخشی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ موت کا لفظ ہر مردہ چیز کے لئے استعمال ہوتا اور اس پر اطلاق پاتا ہے اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ چیز دوبارہ زندہ بھی کی جائے لیکن لفظ توفی جب انسان کے لئے استعمال ہوتا ہے تو ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ کہ خدا اسے لے گا یعنی مرنے کے بعد اٹھایا بھی جائے گا۔ یہ ہے وہ پُر حکمت تشریح جو حضرت اقدسؑ نے فرمائی ہے[2]۔

---

[1] الزمر آیت: ۴۳

---

[2] حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام "توفی" کا لفظ انسان کے لئے استعمال کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے اپنی کتاب "ازالہ اوہام" میں فرماتے ہیں:۔

"اس جگہ یہ نکتہ بیان کرنے کے لائق ہے کہ قرآن شریف میں ہر جگہ موت کے محل پر توفی کا لفظ کیوں استعمال کیا ہے۔ "اماتت" کا لفظ کیوں استعمال نہیں کیا؟ اس میں بھید یہ ہے کہ موت کا لفظ ایسی چیزوں کی فنا کی نسبت بھی بولا جاتا ہے جن پر فنا طاری ہونے کے بعد کوئی روح ان کی باقی نہیں رہتی۔ اسی وجہ سے جب نباتات اور جمادات اپنی صورتِ نوعیہ کو چھوڑ کر کوئی اور صورت قبول کریں تو ان پر بھی موت کا لفظ اطلاق پاتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ یہ لوہا مر گیا اور کشتہ ہو گیا اور چاندی کا ٹکڑا مر گیا اور کشتہ ہو گیا۔ ایسا ہی تمام جاندار اور کیڑے مکوڑے جن کی روح مرنے کے بعد باقی نہیں رہتی اور مورد ثواب و عقاب نہیں ہوتے ان کے مرنے پر بھی توفی کا لفظ نہیں بولتے بلکہ صرف یہی کہتے ہیں کہ فلاں جانور مر گیا یا فلاں کیڑا مر گیا۔ چونکہ خدا تعالیٰ کو اپنے کلام عزیز میں یہ منظور ہے کہ کھلے کھلے طور پر ظاہر کرے کہ انسان ایک جاندار ہے کہ جس کی موت کے بعد بکلی اس کی فنا نہیں ہوتی بلکہ اس کی روح باقی رہ جاتی ہے۔ جس کو قابض ارواح اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے اس وجہ سے موت کے لفظ کو ترک کر کے بجائے اس کے توفی کا لفظ استعمال کیا ہے تا اس بات پر دلالت کرے کہ ہم نے اس پر موت وارد کر کے بکلی اس کو فنا نہیں کیا بلکہ صرف جسم پر موت وارد کی ہے اور روح کو اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ اور اس لفظ کے اختیار کرنے میں دہریوں کا رد بھی منظور ہے جو بعد موت جسم کے روح کی بقا کے قائل نہیں۔" (ص ۳۳۵ ص ۳۳۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس کتاب میں جس کا آپ حوالہ دے رہے ہیں، یہ لفظ کن معنوں میں استعمال ہوا ہے مجھے اس کا علم نہیں کیونکہ کتاب سامنے نہیں ہے۔ لیکن اگر اس کا غلط معنی نکالا گیا ہے تو میں اس کی تصحیح کر دیتا ہوں غور سے سنیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ جو کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ موت کا لفظ عام ہے جو انسان کے علاوہ ہر دوسری چیز پر بھی بولا جاتا ہے اور قرآن کریم سے ثابت ہے کہ مُردہ کائنات کے لئے موت کا لفظ بولا گیا ہے لیکن کائنات کو اٹھایا نہیں جائے گا۔ لیکن جس ذات پر لفظ توفی بولا گیا ہو اس کا اٹھایا جانا مقصود ہے۔ اور اس سے کوئی انسان باہر نہیں ہے۔ تمام رسول اور دوسرے انسان لفظ توفی کے نیچے آتے ہیں۔

ایک مہمان کی طرف سے سوال ہوا کہ

مادیت کے اس دور میں تعمیر کردار

کیسے ممکن ہے؟

حضور نے فرمایا:۔

مادیت کے دور میں تعمیر کردار تبھی ممکن ہے جب غیر مادی طاقت یعنی اللہ تعالیٰ سے انسان کا تعلق قائم ہو جائے۔

مادے کی اہمیت دل میں جتنی زیادہ ہو اور غیر مادی ہستی یعنی خدا سے انسان جتنا دور ہو اسی قدر وہ مادے سے مغلوب ہوتا جائے گا لیکن اگر ہم مادے سے کلیتہً الگ رہ کر زندگی بسر کرنا چاہیں تو یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ کیونکہ ہم مادے سے بنے ہوئے ہیں، مادے سے پلتے ہیں اور مادہ کھا کر زندہ ہیں۔ پس یہ تو ناممکن ہے کہ ہم مادے سے کلیتہً الگ ہو جائیں اور اس کے کسی اثر کو بھی اپنے اندر پیدا نہ ہونے دیں۔ البتہ یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ ہمارے مادے کا رُخ روحانیت کی طرف ہو۔ ہماری رُوح بھی تو مادے سے ہی پھوٹی ہے اس لئے روحانیت کا حصہ غالب کرنے کے لئے اور اپنے کردار کے اُوپر روحانیت کی چھاپ لگانے کے لئے ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ جو روحانیت کا منبع اور سرچشمہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ، اس کے ساتھ تعلق قائم ہو۔ آپ اس کی صفات کو اپنائیں۔ اس کی صفات کو اپنے اندر جاری کریں جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (البقرہ آیت: ۱۳۹) یعنی اگر تم رنگ اختیار کرنا چاہتے ہو اور اپنا کردار بنانا چاہتے ہو تو ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ سب سے اچھا رنگ جو انسانی کردار پر چڑھایا جا سکتا ہے وہ اللہ کا رنگ ہے۔

تعمیر کردار کے سلسلے میں یہ بہترین آیت ہے اور آپ کے سوال کا نہایت اختصار سے جواب دے رہی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ رب ہے۔ وہ رحمان ہے۔ وہ رحیم ہے۔ وہ عدل کرنے والا ہے۔ وہ احسان کرنے والا ہے وہ ضروریات کو پورا کرنے والا ہے۔ اس کا نام حق بھی ہے۔ اس کی ایک صفت عَفُوٌّ بھی ہے۔ اگر انسان یہ ساری صفات اپنے اندر پیدا کر لے تو اس کا کردار بنتا جائے گا اور جتنی زیادہ یہ باتیں پھیلتی چلی جائیں گی معاشرے کی اصلاح خود بخود ہوتی چلی جائے گی اور انفرادی کردار قومی کردار میں ڈھل جائے گا اور جس قوم میں یہ صفات پیدا ہو جائیں کہ وہ رب بننے کی کوشش کرے یعنی بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے اور ان کے رزق کا انتظام کرنے کے لئے جدوجہد کرے وہ عفو اور مغفرت کرنے کی کوشش کرے جس طرح خدا غفور ہے، وہ انصاف قائم کرنے کی کوشش کرے اور حق سے زیادہ عطا کرنے کے لئے کوشاں رہے، ایسی قوم کا کردار ناقابل تسخیر ہو جاتا ہے۔

ایک مہمان دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے مندرجہ ذیل اشعار پیش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر کے عرض کی کہ ان کی وضاحت فرمائی جائے ؎

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ! ! اس سے بڑھ کر غلام احمد ہے

حضور انور نے فرمایا۔

جہاں تک پہلے شعر کا تعلق ہے اس میں

ایک ایسے دعوے کا ذکر

ہے جس کا ساری دنیا کی تعلیم سے تعلق ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہ زمانہ جس میں سے ہم گزر رہے ہیں اس کے متعلق دنیا کے ہر مذہب نے یہ پیشگوئی کر رکھی ہے کہ اس میں ہمارا پیشوا آئے گا۔ مثلاً کرشن کہتے ہیں کہ میں کلجگ میں دوبارہ آؤں گا۔ بدھ کہتے ہیں کہ آخری زمانہ میں میرا دوبارہ ظہور ہوگا۔ اسی طرح کنفیوشس نے اپنے دوبارہ آنے کی پیشگوئی کی ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ ہمارا مسیح خدا کا بیٹا دوبارہ آئے گا۔ دیگر مذاہب کے انبیاء نے بھی اسی قسم کی پیشگوئیاں کی ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلام جو آخری مذہب ہے اس میں بھی آخری زمانے میں امام مہدی اور مسیح کے ظہور کی پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ اور جو علامتیں بتائی جاتی ہیں وہ اسی زمانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ اگر یہ تمام انبیاء آجائیں تو دنیا میں کس قدر مذاہب کا باہمی فساد برپا ہو جائے۔ اشتراکیت اور کیپٹلزم یعنی سرمایہ دارانہ نظام کے درمیان اور شمال اور جنوب کے درمیان لڑائیاں ہو رہی ہیں اور پھر مذہبی لڑائیاں بھی ہو رہی ہیں اور خدا کی طرف سے یہ سب پیشوا آجائیں تو یہ دنیا اکھاڑہ بن جائے اور آپس کی لڑائیوں سے وہ تباہی ہو جو شائد ایٹم بم سے بھی نہ ہوئی ہو۔ یہ تو تمسخر والی بات بن جائے گی۔ کیا پرانے نبیوں نے اپنی قوموں سے مذاق کیا ہے اور آئندہ زمانے میں فساد پیدا کرنے کے لئے خدا نے یہ سکیم بنائی ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کیا قصہ ہے؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر ان

پیشگوئیوں کی یہ تشریح

فرمائی کہ چونکہ اسلام آخری اور عالمگیر مذہب ہے اس لئے ان انبیاء کے آنے سے مراد یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام نے آنا تھا اور اُسے ان مذاہب کے انبیاء کے نام عطا ہونے تھے اور اس طرح وہ پیشگوئیاں پوری ہونی تھیں۔ یہ ہے وہ فلسفہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن اور سنت کی روشنی میں ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ چنانچہ قرآن کریم آئندہ زمانے کی پیشگوئیاں بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ (المرسلٰت آیت ۱۲) کہ رسول مبعوث کئے جائیں گے۔ کیا اس سے یہ مراد ہے (جیسا کہ میں نے پہلے نقشہ کھینچا ہے) کہ ہر مذہب کا رسول مبعوث ہوگا یا کسی ایک شخص کے وجود میں باقی رسولوں کی دوبارہ آمد کی پیشگوئیاں پوری ہوں گی۔ ہمارا یہ ایمان ہے اور یہی عقل کے مطابق ہے کہ آنے والا ایک ہی ہے یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام جس نے ساری قوموں کو دین مصطفےٰ کی طرف بلانا تھا۔ ہندوؤں کو بحیثیت کرشن یہ پیغام دینا تھا کہ تمہارا وہ آقا جس کو خدا نے تمہاری طرف بھیجا اور جس کی تم عزت کرتے ہو، اسے خدا نے دوبارہ محمد رسول اللہ کی غلامی میں بھیجا ہے اور وہ میں ہوں۔ بحیثیت زرتشت اس نے یہ اعلان کرنا تھا کہ میں تمہارا وہی آقا ہوں جس کی تمہیں انتظار تھی اور مجھے خدا نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام بنا کر بھیجا ہے۔ انہی معنوں میں آپ فرماتے ہیں

؎ میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار
اک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے میں ہوا داؤد اور جالوت سے میرا شکار

حضرت اقدس کے ان دعاوی کی تشریح بڑی تفصیل کے ساتھ آپ کی کتابوں میں موجود ہے مثلاً آپ حضور کی کتاب "لیکچر سیالکوٹ" پڑھیں۔ اس میں آپ نے اپنے کرشن ہونے کا ذکر کیا ہے اور ساتھ تشریح فرمائی ہے کہ جب میں اپنے آپ کو کرشن کہتا ہوں تو یہ مراد نہیں ہے کہ نعوذ باللہ میں ہندو ہوں بلکہ اس سے میری مراد یہ ہے کہ کرشن نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنا تھا اور دین اسلام ہی وہ دین ہے جس کی طرف بلانے کے لئے یہ عاجز بحیثیت کرشن بھیجا گیا ہے۔

آپ کی اس تشریح اور پیغام کے نتیجے میں اور بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی صرف امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرے تو دوسرے مذاہب کا ماننے والا کہے گا کہ تمہاری باری بعد میں آئے گی۔ پہلے میرے مذہب کا نبی تو آجائے۔ میرا امام اور پیشوا آجائے گا تو پھر تمہارے امام مہدی کی طرف توجہ کروں گا۔ لیکن حضرت اقدس کے اس دعوے نے کہ میں تمام انبیاء کا مثیل ہوں سارے مذاہب والوں کے منہ بند کر دیئے۔ آپ نے فرمایا وہ آنے والا میں ہی ہوں کیونکہ نشانیاں پوری ہو گئی ہیں۔ لیکن غلام مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بن کر آیا ہوں۔

انہی معنوں میں آپ کا یہ دوسرا دعویٰ ہے کہ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ! ! اس سے بڑھ کر غلام احمد ہے

اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ مضمون بیان فرما رہے ہیں کہ مسیح ابن مریم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے ایک فرد تھے اور ان کی صرف ایک حیثیت تھی یعنی وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یا موسوی شریعت کے نمائندے تھے لیکن جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمائندگی اور غلامی میں آیا ہے وہ تو سارے انبیاء کی نمائندگی کر رہا ہے۔ اس کو چھوڑ کر تم ابھی تک عیسیٰ کے انتظار میں بیٹھے ہو اور اسی کا ذکر کرتے رہتے ہو۔

پھر امت محمدیہ کے ایک فرد اور

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام کو مسیح کا نام دیا جانا

اس لئے بھی ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے نبی ہیں۔ جن کے متعلق خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ بیان کیا جاتا ہے اور اس بناء پر عیسائی ساری دنیا میں اسلام پر عیسائیت کی فوقیت کا دعویٰ کرتے پھرتے ہیں کہ تمہارے ہاں یا باقی مذاہب میں تو نبی آئے تھے لیکن ہمارے ہاں خدا کا بیٹا آیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام کو مسیح کا لقب دے کر دنیا پر اور بالخصوص عیسائیوں پر یہ ثابت کیا کہ تم مسیح کو خدا کا بیٹا بناتے ہو لیکن وہ تو غلام محمد ہونے میں اپنی بڑائی سمجھتا ہے۔ اور یہی اس کی شان ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ دعاوی اسلام کی شان کو بڑھانے والے اور فلسفۂ قرآن کو ظاہر کرنے والے ہیں نہ کہ ایک پاگل کی بڑ کہ کبھی کچھ بن گیا اور کبھی کچھ۔ مختلف سوچ رکھنے والوں کے لحاظ سے ان اشعار کے مختلف معانی ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ایک شخص جو نفرتوں میں مبتلا ہے اور دشمنی میں حد سے بڑھا ہوا ہے جب وہ ان اشعار کو پڑھتا ہے تو اپنے دماغ کے مطابق سمجھتا ہے کہ کوئی پاگل ہے جو کبھی کچھ کہتا ہے اور کبھی کچھ۔ ہمیں تو پتہ ہی نہیں لگتا کہ یہ ہے کیا؟ اس کے بالمقابل ایک عارف باللہ ہے جو سمجھتا ہے کہ یہ وہ ہتھیار ہے جس کے ذریعے غیر مذاہب کو اسلام کی خاطر فتح کیا جانا ہے۔ کیونکہ سارے مذاہب کے انبیاء کی نمائندگی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے ذریعے ہوگی اب ان دونوں تصورات اور تشریحات میں بہت بڑا فرق ہے۔

ایک سوال یہ کیا گیا کہ قرآن کریم نے

ذوالقرنین کے ذکر کے ضمن میں ایک دیوار کا بھی ذکر

کیا ہے اور یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم کے دوبارہ ظہور کے وقت یہ دیوار توڑی جائے گی۔ اس کی وضاحت فرمائی جائے۔

حضور نے فرمایا۔

اس ضمن میں قابل غور بات یہ ہے کہ یہ دیوار ہے کہاں؟ ساری دنیا کے نقشے بن گئے ہیں دنیا نے چپہ چپہ زمین چھان ماری ہے۔ سمندر کی تہ تک لوگ اتر گئے ہیں۔ آپ پڑھے لکھے لوگوں سے پوچھیں کہ کیا انہوں نے یہ دیوار کہیں دیکھی ہے؟ خدا اور خدا کا رسول فرماتے ہیں کہ یہ دیوار موجود ہے اور وقت آنے پر توڑ دی جائے گی۔ لیکن یہ دیوار ہے کہاں جس کو توڑا جائے گا؟

دراصل میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی مادی دیوار نہیں ہے اگر اینٹ پتھر کی دیوار مراد ہو تو اس قسم کی دیوار کا قائم رہنا دونوں قوموں کا الگ الگ ہونا اور اس دیوار کے پیچھے کسی قوم کا پایا جانا تو انسان کے علم میں ہونا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ تو سچ کہتا ہے۔ وہ نعوذ باللہ جھوٹ تو نہیں کہتا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اس نے ایک چیز پیدا کی اور پھر خود ہی بھول گیا اور ہمیں جھوٹی خبریں بتائے۔ خدا تو ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔

آج کی دنیا کا نقشہ خود بتا دے گا کہ ان آیات اور احادیث کی کیا تشریح ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ یاجوج ماجوج سے مراد مغربی قومیں ہیں جنہوں نے دنیا میں فساد برپا کرنا تھا ان کا ایک حصہ روس ہے اور دوسرا حصہ امریکہ یورپ اور برطانیہ وغیرہ۔ ان کے درمیان یہ دیوار حائل تھی کہ ایک لمبے عرصہ تک یہ قومیں اپنے اپنے علاقوں میں بند پڑی رہیں اور مشرقی قومیں اپنے علاقوں میں بند رہیں۔ اگر تھوڑی بہت لڑائی ہوتی بھی تھی تو ایک دوسرے کو فتح کرنے کا انہیں موقع ہی نہیں ملتا تھا۔ کچھ حصہ فتح کرتیں اور تھوڑے عرصے کے بعد واپس اپنے علاقے میں چلی جاتیں۔ یہ قومیں اندر ہی اندر طاقت حاصل کرتی رہیں یہاں تک کہ مسیح موعود کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقت آگیا۔ اس وقت یہ دیوار توڑی گئی۔ یعنی خدا کی تقدیر سے وہ دیوار جو مشرق اور مغرب کے درمیان حائل تھی وہ ہٹا دی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پچھلے ایک سو سال یا دو سو سال کے اندر ان قوموں نے عروج حاصل کیا اور ساری دنیا پر قابض ہوگئیں۔ جب یاجوج ماجوج دنیا پر قابض ہوگئے تو دیوار خود بخود ٹوٹ گئی یہ امر واقعہ ہے یا نہیں کہ کسی زمانے میں ساری دنیا پر انگریز کی حکومت تھی۔ اور کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ امریکہ اور روس جو یاجوج ماجوج کے نمائندے ہیں اس وقت ساری دنیا پر غالب ہیں اور ہر فساد انہی سے پھوٹ رہا ہے۔

پس یہ ہے حقیقت دیوار کے توڑے جانے کی۔ چونکہ مولوی صاحبان ساری باتوں کو ظاہر پر محمول کرتے ہیں اور جغرافیائی حالات سے واقف نہیں اس لئے عجیب و غریب کہانیاں بنا کر آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

اس موقع پر سوال کرنے والے مہمان دوست نے کہا کہ اس قسم کی ایک دیوار موجود بھی ہے تو حضور نے فرمایا۔

قرآن کریم کا یہ کمال ہے کہ بعض اوقات ایسی پیشگوئی کرتا ہے جس کا کچھ حصہ ظاہری طور پر بھی پورا ہو جاتا ہے اور اس کے معانی اور پیغام پھر بھی زندہ رہتے ہیں اور مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔

دنیا میں اس قسم کی ایک دیوار پائی جاتی ہے جسے دیوار چین کہتے ہیں اور جو دو قوموں کو ایک دوسرے سے دور رکھنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ اسی طرح بعض اور دیواریں بھی ہیں ان میں سے ایک وہ دیوار ہے جس کی تعمیر خورس بادشاہ نے کروائی تھی تاکہ بعض قوموں کو بعض قوموں پر چڑھائی اور حملہ سے محفوظ رکھ سکے۔ خورس کو بھی ذوالقرنین کہا جاتا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن کریم میں پایا جاتا ہے۔

اس واقعہ کا ذکر کرنے کے بعد خدا تعالیٰ مستقبل کی خبریں دینی شروع کر دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ خدا نے یاجوج ماجوج کے درمیان جو دیوار قائم کر رکھی ہے آئندہ زمانے میں توڑ دی جائے گی اور پھر وہ چڑھائی کریں گے۔ تب اللہ تعالیٰ اس قوم کو مٹانے کے لئے مسیح کو نازل فرمائے گا (قرآن کریم میں تو ایسا نہیں لکھا لیکن احادیث میں بالصراحت یہ ذکر پایا جاتا ہے) اور اس قوم سے اس کے مقابلے ہوں گے۔ رفتہ رفتہ اس کی دعاؤں اور تفوس کی برکت سے ان کا دجل پگھلنا شروع ہو جائے گا۔

پس ایک دیوار تو ضرور تھی لیکن وہ دیوار جو مولویوں کے دماغ میں ہے جس نے ابھی تک کسی قوم کو بند کر رکھا ہے، وہ تو دنیا میں کہیں بھی نہیں ہے۔

خورس کے زمانے میں ایک دیوار تھی

جو اپنا مقصد پورا کر کے اپنے وقت پر ختم ہوگئی۔ ٹوٹ گئی یا اس لائق ہی نہ رہی کہ قوموں کی ایک دوسرے پر چڑھائی میں روک بن سکے۔ اس کی ایک تاریخی افادیت تھی۔ تاریخ کے پس منظر میں دیکھا جائے تو اس کا فائدہ بہت پیچھے رہ چکا ہے اب تو زمانہ اتنا ترقی کر چکا ہے کہ دیوار چھوڑ، چاند جتنی اونچی چیزیں بھی بنالیں تب بھی راکٹ چاند کے اوپر جا کر دوسری طرف گر سکتے ہیں۔ پس اس دیوار کو اس زمانے کے لئے پیغام دینے والی دیوار قرار دینا جہالت کی بات ہے۔

قرآن کریم نے اس دیوار کا ذکر شروع کیا اور بات کو مستقبل کی طرف لے گیا اور یہ پیغام دیا کہ امت محمدیہ اور دیگر مشرقی ممالک اور مغربی قوموں کے درمیان ایک دیوار یعنی حد فاصل قائم کر دی گئی ہے۔ ان کو ایک دوسرے پر غلبے کی توفیق نہیں ملے گی۔ یہاں تک کہ خدا کی تقدیر اس کو توڑے گی اور مغربی قومیں ساری دنیا پر چھا جائیں گی۔ جب یہ دنیا کو ملیا میٹ کرنے کی کوشش کریں گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ مسیح اور مہدی کو بھیجے گا اور وہ خدا کی دی ہوئی توفیق سے اور دعاؤں کی برکت سے رفتہ رفتہ دجالیت کو ختم کر دے گا۔ اور ان قوموں کی صفیں لپیٹنی شروع ہو جائیں گی۔

اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت ساری دنیا پر انگریز کی حکومت تھی۔ اس وقت یہ کہا جاتا تھا کہ انگریزی حکومت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قوم کے مقابلہ کے لئے تلوار نہیں اٹھائی بلکہ دلائل سے، دعاؤں کی برکت سے اور اپنے انفاس سے (جیسا کہ احادیث میں آتا ہے) ان کا مقابلہ کیا اور اس دن سے انگریز کی صف سمٹنی شروع ہوئی اور سمٹتی جا رہی ہے۔ اس نے ہندوستان کو چھوڑا۔ دوسرے ممالک کو چھوڑا اور اب صرف انگلستان میں محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ صرف فاک لینڈ کا جزیرہ ہے جو اس کے پاس رہ گیا ہے۔ باقی ساری نو آبادیات آزاد ہو کر اس کے ہاتھ سے نکل چکی ہیں۔

اس پیشگوئی کا دوسرا حصہ

بھی پورا ہوگا اور انشاء اللہ ہماری جماعت کے ذریعہ پورا ہوگا اور وہ یہ ہے کہ بالآخر اسلام ساری دنیا پر غالب آئے اور جس طرح انگریز کی صف لپیٹی گئی اسی طرح امریکہ اور روس کی صف بھی لپیٹی جائے گی اور مسلمان کی زمین وسیع ہو جائیگی۔ انشاء اللہ۔

پیشگوئی کا یہ حصہ بہر حال پورا ہوگا کس طرح؟ مسیح کی دعاؤں کے نتیجہ میں۔ چنانچہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب دجال کو دنیا پر عروج حاصل ہو جائے گا تو اس وقت خدا مسیح کو بھیجے گا وہ ارادہ کرے گا کہ دجال سے لڑے اور اس کا مقابلہ کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ اتنی بڑی طاقتیں ہیں کہ دنیوی ذرائع سے ان پر فتح پانا ممکن نہیں اور وہ مسیح کو وحی کرے گا۔ کہ تم پہاڑ کی پناہ میں ہو جاؤ اور دعائیں کرو۔ تمہاری دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان قوموں کو تباہ کر دے گا۔[1] اس حدیث سے ایک ضمنی بات یہ بھی ثابت ہوتی ہے کہ مسیح تلوار کا جہاد نہیں کرے گا کیونکہ خدا اس جہاد سے اسے منع کر دے گا لیکن عجیب بات ہے کہ جس مسیح کی خدا کے رسول نے یہ نشانی بتائی کہ وہ جہاد نہیں کرے گا اسے دجال کہتے ہیں اس لئے کہ وہ تلوار کا جہاد نہیں کرتا۔

یہ تو خیر ضمنی بات تھی قابل ذکر بات یہاں یہ ہے کہ مسیح اس وقت پہاڑ کی پناہ میں آجائے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کونسا پہاڑ ہے جس کی پناہ میں مسیح نے آنا ہے؟ بلاشبہ

وہ پہاڑ قرآن کریم ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ (الحشر آیت: ۲۲) کہ قرآن کریم پہاڑوں سے بھی بڑی کتاب ہے۔ اس میں اتنی عظمت ہے کہ پہاڑوں پر بھی نازل ہو تو انہیں چکنا چور کر دے۔ اب ظاہر بات ہے کہ چھوٹا پتھر بڑے پتھر پر گر کر اسے چکنا چور نہیں کر سکتا، بلکہ بڑا پتھر چھوٹے پتھر کو چکنا چور کیا کرتا ہے۔ پس مراد یہ ہے کہ تم دنیا کے پہاڑوں کو لئے پھرتے ہو قرآن کا پہاڑ اتنا عظیم الشان ہے کہ اس کے مقابلے میں ان پہاڑوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ وہ پہاڑ ہے جس کے متعلق حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا مسیح کو وحی کرے گا کہ اس کی پناہ میں ہو جاؤ اور دعائیں کرو یعنی قرآن کی پناہ میں آجاؤ اور

قرآنی دلائل سے دنیا کا مقابلہ کرو

اور ساتھ ساتھ دعائیں کرو۔ یہ دو طاقتیں یعنی قرآن کی پناہ اور دعائیں، ایسی عظیم الشان ہیں کہ ان کے نتیجہ میں خدا ساری دنیا کو مغلوب بنا دے گا۔

اس موقع پر سائل نے عرض کی کہ قرآن کریم میں تو یاجوج ماجوج کا ذکر آتا ہے۔ دجال کے ساتھ اس کا کیا جوڑ ہے؟

حضور نے فرمایا۔

یاجوج ماجوج کا نام ہی دراصل دجال ہے۔ یہ ایک لمبا مضمون ہے۔ دوسرے علماء آپ کو تفصیل سے بتا دیں گے۔ میں مختصراً آپ کو بتا دیتا ہوں کہ ہمارے نزدیک

دجال اور یاجوج ماجوج

دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔ یاجوج ماجوج جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے اسی کو حدیث میں دجال کہا گیا ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ دونوں کے ظہور کا وقت اور علامتیں ایک ہی ہیں۔ یاجوج ماجوج نے بھی دنیا پر قابض ہونا تھا اور دجال نے بھی۔ آپ ایک مصیبت کی دو مصیبتیں کیوں بناتے ہیں۔ ایک مصیبت یعنی

---

[1] مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاجوج ماجوج ابھی تک قابض ہیں۔ یہ مصیبت تو ابھی ہٹی نہیں۔ یہ گلے سے اتریگی تو پھر دجّال آئے گا؟ ہم یہ نہیں مانتے۔ ہمارے نزدیک یہ مثالی نام ہیں ایک ہی قوم کے عروج کو کہیں یاجوج ماجوج فرمایا گیا اور کہیں اس کا نام دجّال رکھدیا گیا۔ نام اگرچہ دو ہیں لیکن قوم ایک ہی ہے۔

آخر پر حضور نے فرمایا:۔

ہم تو ان پیشگوئیوں کے وہ معنی کرتے ہیں جو میں نے ابھی بیان کئے ہیں اور قرآن کریم کی آیات سے اور عقل سے ثابت کرتے ہیں کہ یہی معنی درست ہیں۔ جو لوگ آپ کو ظاہری معنوں میں قید کرکے بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے دماغوں کو جکڑ دیا ہے۔ آپ ان سے پوچھیں کہ تم نے ہمیں کی مصیبت میں ڈال رکھا ہے ہم تو آپکو آزادی کا پیغام دے رہے ہیں ہم تو آپکو حکمت کا پیغام دے رہے ہیں۔ ہم تو آپ سے یہی کہتے ہیں کہ قرآن کریم کے معنوں میں ڈوبیں، اس کی حکمتوں کو سمجھیں اور قرآن اور حدیث نے جو عظیم الشان پیغام دیئے ہیں اور جو ان کا فلسفہ بیان فرمایا ہے اسکو اختیار کریں تب آپ زندہ ہوں گے، تب آپ کی عقلیں روشن ہونگی اور آپ دنیا کا مقابلہ کرسکیں گے۔ لیکن اگر آپ ظاہری الفاظ کو پکڑے رکھیں گے تو کہانیوں میں بستے رہیں گے اور آپ کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔"

اجتماعی دعا کے معاً بعد حضور انور نماز ظہر پڑھانے کے لئے مسجد مبارک تشریف لے گئے۔

دُعائے نعم البدل

● عزیزم وبیر الملک ابن رئیس الملک بعمر ۸ ماہ وفات پاگیا ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

مرحوم مکرم محمد یٰسین صاحب کا پوتا اور مکرم محمد احمد صاحب قلعہ کالروالا کا نواسہ تھا احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجبور احقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور والدین کو نعم البدل عطا کرے۔ آمین

(کوثر سلطانہ محمود احمد - قلعہ کالروالا)

گمشدہ سائیکل

میری سائیکل سہراب (حالت درمیانی فریم ۲۰) گزشتہ جمعہ کے روز مسجد اقصیٰ سے گم ہوگئی ہے اگر کسی صاحب کو اس کا علم ہو تو وہ ماڈرن ٹیلرز گولبازار ربوہ کو اطلاع دے کر شکریہ کا موقع دیں

محمود احمد عابد - ماڈرن ٹیلرز - گولبازار ربوہ

از سررشتہ میونسپل کمیٹی - جھنگ مگھیانہ

ٹنڈر نوٹس

بلدیہ جھنگ مگھیانہ کو اپنے منظور شدہ ٹھیکیداران سے درج ذیل کام کے سربمہر ٹنڈر مطلوب ہیں ٹنڈر فارم زیر دستخطی کو مورخہ ۲۹-۶-۸۳ بوقت ۲ بجے تک پہنچ جانے چاہییں جو اسی روز حاضر آمدہ ٹھیکیداران کی موجودگی میں کھولے جائیں گے۔ ٹنڈر فارم دفتر ہذا سے اسی تاریخ کو دستیاب ہوں گے تاریخ مذکورہ کے بعد کوئی ٹنڈر جاری نہیں کیا جائے گا۔ ٹنڈر فارم وہی ٹھیکیدار حاصل کرسکے گا جو ان کاموں کی ڈیپازٹ ایٹ کال پیش کریں گے اور جن ٹھیکیداروں نے اپنا نام بطور ٹھیکیدار درج کرا لیا ہو۔ زیر دستخطی کو اختیار ہوگا کہ وہ تمام یا کوئی ٹنڈر بغیر وجہ بتلائے مسترد کردیں۔ کام فوری طور پر شروع کرنا ہوگا

نمبر شمار	نام کام	تخمینہ	زر ضمانت	معیاد
۱	تعمیر سٹیڈیم تالاب گراؤنڈ جھنگ صدر	۲۰،۷۱،۲۰۰	۴۱۴۲۵	۱۰ ماہ

اطلاع عام عوام الناس خاص کر کاروباری حضرات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بلدیہ جھنگ مگھیانہ قطعات واقع جنرل بس سٹینڈ برائے عرصہ ایک سال نیلام عام پر دے رہی ہے۔ لہٰذا خواہش مند حضرات مورخہ ۳ جولائی ۱۹۸۳ء بوقت ۸ بجے دن دفتر بلدیہ میں نیلام عام شرکت کرکے فائدہ اٹھائیں۔ شرائط نیلام موقعہ پر پڑھ کر سنائی جائیں گی۔

نمبر شمار	نام قطعات	تاریخ نیلام	زر ضمانت
۱۔	قطعات نمبران ۲، ۳، ۵، ۶، ۱۸، ۱۹	۳/۷/۸۳	فی قطعہ دو سو روپے
۲۔	پلاٹ نمبر ۷ رقبہ ایک کنال واقع جنرل بس سٹینڈ	ایضاً	دو ہزار روپے
۳۔	برانچ نمبر ۱۳ واقع گوجرہ روڈ	ایضاً	پانچ سو روپے

الحاج شیخ محمد اقبال چیئرمین بلدیہ جھنگ مگھیانہ

IPL-4787

نتیجہ امتحان لجنہ اماء اللہ یکم مئی ۱۹۸۳ء

یکم مئی ۱۹۸۳ء کو لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے زیر انتظام ہونے والے امتحان کا نتیجہ درج ذیل ہے۔

نتیجہ امتحان معیار اول ربوہ

تعداد ممبرات ۱۰۶
کامیاب ممبرات ۱۰۶
نتیجہ صد فی صد رہا ۔ الحمد للہ

امتیاز حاصل کرنے والی ممبرات

اوّل :۔ فائدہ اسماعیل صاحبہ بنت مکرم محمد اسماعیل صاحب دارالصدر شرقی ۲ ربوہ
دوم :۔ مطہرہ یاسمین صاحبہ بنت مکرم محمد احسان الٰہی جنجوعہ باب الابواب۔ ربوہ
سوم :۔ رضیہ منیرہ صاحبہ بنت مکرم محمد صدیق صاحب دارالرحمت شرقی۔ ربوہ

نتیجہ امتحان معیار دوم۔ ربوہ

تعداد ممبرات ۶۶۱
کامیاب ممبرات ۶۴۵
فیل ۱۶

امتیاز حاصل کرنے والی ممبرات

اوّل :۔ نصرت جہاں بنت غلام احمد صاحب چھنیاں
دوم :۔ زرینہ بنت لطف الرحمٰن صاحب۔ چھنیاں
سوم :۔ جمیلہ ہادی۔ دارالرحمت غربی۔ ربوہ

نوٹ :۔ گذشتہ سال معیار اول کا امتحان ۶۸ ممبرات ربوہ نے دیا تھا اور ۶۷ کامیاب تھیں اور گذشتہ سال معیار دوم کا امتحان ۵۲۴ ممبرات ربوہ نے دیا تھا اور ۵۱۲ کامیاب تھیں۔

نتیجہ امتحان لجنہ اماء اللہ بیرون از ربوہ

امسال معیار اوّل کے امتحان میں ربوہ کے علاوہ ۲۴ شہری، قصباتی اور دیہاتی لجنات کی ۱۵۳ ممبرات شامل ہوئیں۔ لجنات کے نام یہ ہیں:۔

لاہور۔ کراچی۔ سرگودھا۔ فیصل آباد۔ راولپنڈی۔ کوئٹہ۔ بہاولپور۔ سانگلہ ہل۔ کنری۔ دھیرکے کلاں شیخوپورہ۔ چوہڑکانہ منڈی۔ چاہ شیخواہ۔ چونڈہ۔ چنیوٹ۔ پشاور۔ قلعہ کالروالا۔ کھاریاں۔ نصیرہ (گجرات) محمد آباد۔ بشیر آباد۔ احمد نگر۔ کوٹ عبدالمالک۔ نبی سرروڈ۔

تعداد ممبرات معیار اوّل :۔ ۱۵۳
کامیاب ممبران :۔ ۱۵۲
فیل :۔ ۱

امتیازی نتیجہ یہ ہے:۔

اوّل :۔ مبارکہ شمس حلقہ مسجد فضل۔ فیصل آباد۔
دوم :۔ ریحانہ گلشن بنت علیسیٰ خان صاحب۔ شیخوپورہ
دوم :۔ فہمیدہ عتیق۔ کنری۔
سوم :۔ فوزیہ مبشر بنت عبدالرشید مبشر صاحب ماڈل کالونی کراچی قیادت نمبر ۶
سوم :۔ رفیقہ صداقت۔ جھنگ صدر

نتیجہ معیار دوم بیرون از ربوہ

تعداد ممبرات :۔ ۱۲۵۶
کامیاب ممبرات :۔ ۱۲۲۸
فیل :۔ ۲۸

اس سال نتیجہ قریباً ۹۸ فیصد رہا جبکہ گذشتہ سال ۹۷ فیصد تھا

امتیاز حاصل کرنے والی ممبرات

اوّل :۔ عاطفہ میر گوجرانوالہ اور امۃ السلام بنت محمد یحییٰ جھنگ شہر۔
دوم :۔ امۃ الرؤف بنت محمد یحییٰ صاحب جھنگ شہر اور امۃ النصیر بشریٰ بنت عبدالمنان صاحب شاہد حلقہ النصرت۔ قیادت نمبر کراچی ۱
سوم :۔ بشریٰ رشید بنت رشید احمد صاحب باجوہ۔ سرگودھا۔
" :۔ ثوبیہ خان بنت چوہدری محمد خاں صاحب نبی سر روڈ۔ تھرپارکر۔
" :۔ زاہدہ چوہدری بنت محمد اسماعیل صاحب گھوکھوال چک ۱۲۱ ج۔ ب۔ حسن پور۔

نوٹ :۔ معیار اوّل اور دوم کے امتحان میں کامیاب ہونے والی ممبرات کی اسناد تیار ہیں۔ تمام صدریں فضل عمر تعلیم القرآن کلاس کے موقعہ پر خود یا اپنی کسی نمائندہ ممبر کے ذریعہ دفتر لجنہ ربوہ سے حاصل کریں۔

سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ مرکزیہ۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حاصل مطالعہ

مطالعہ تو آپ کرتے ہی ہیں۔ کتب کا بھی اور اخبارات کا بھی اور اس مطالعہ کے دوران ایسی تحریریں بھی ضرور آپ کے سامنے آتی ہیں جن میں کسی قوم کی زبوں حالی اور اس کے اسباب یا ترقی اور اس کے آثار۔ اسلام پر مستشرقین کے اعتراضات یا اس کی تعلیم کی برتری کا اعتراف۔ جماعت احمدیہ سے اصولی اختلاف یا اس کے کام کی تعریف یا ایسی ہی کوئی اور بات درج ہو۔ بسا اوقات آپ ایسی تحریریں پڑھتے ہیں اور نفس مضمون تو ذہن میں رہ جاتا ہے لیکن تحریر کچھ عرصہ کے بعد ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔ اگر آپ ایسی تحریروں کے اقتباسات مکمل حوالے کے ساتھ ہمیں ارسال کر دیا کریں تو ہم آپ کے لئے ان تحریروں کو محفوظ رکھنے کا ذمہ لیتے ہیں بلکہ ان سے استفادہ کر کے انہیں آپ کے لئے ثواب کا باعث بنانے کی کوشش بھی کر سکتے ہیں۔

پس آپ ہمیں ضروری تحریروں کے اقتباسات ارسال فرمائیں۔ ہم آپ کے ممنون ہوں گے

نسیم سیفی
(وکیل التصنیف۔ تحریک جدید۔ ربوہ)

ماحولِ ربوہ میں زمین کی خرید و فروخت کے متعلق

ضروری اعلان

پہلے بھی اعلان کیا جا چکا ہے کہ ماحول ربوہ میں احباب جماعت بغیر اجازت کے زمین کی خرید و فروخت نہ کریں۔ بعض اوقات مالی نقصان برداشت کرنے کے علاوہ ذہنی پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔

ایسے واقعات سامنے آئے ہیں کہ پلاٹ دکھایا کوئی گیا ہے مگر رجسٹری کسی اور کی کرائی گئی ہے۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ رجسٹری پر رجسٹری کرا دی گئی ہے۔ ایسی ذہنی کوفت، پریشانی اور مالی نقصان سے بچانے کے لئے یہ اعلان کرایا جا رہا ہے۔ ہر ایسے معاملہ میں امور عامہ کی طرف رجوع کریں۔

(ناظر امورِ عامہ)

ربوہ کے خالی پلاٹوں میں مکانات بنانے کے لئے

آرکیٹیکٹس کا مشورہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے مطابق ربوہ کے خالی پلاٹوں میں مکانات بنانے کے خواہشمند افراد جو آرکیٹیکٹوں سے مشورہ لینے کے خواہشمند ہوں مندرجہ ذیل احباب سے مشورہ لے سکتے ہیں۔ انہوں نے اس کارِ خیر کے لئے اپنی خدمات پیش فرمائی ہیں۔ فجزاھما اللہ احسن الجزاء

(۱) مکرم قاضی ظفر اقبال صاحب آرکیٹکٹ (۱) ہر مہینہ کے پہلے جمعہ کو صبح ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک۔ جدید بلاک۔ دار الضیافت۔ ربوہ

(۱۱) روزانہ سوائے جمعہ اور رخصت کے دن ۴ بجے سوک سنٹر نیو گارڈن ٹاؤن۔ لاہور

(۲) مکرم چوہدری عبدالرشید صاحب چارٹرڈ آرکیٹکٹ ٹاؤن پلانر } ۴ منٹگمری روڈ۔ لاہور

چیرمین انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز

یاد رفتہ! مکرم الحاج میاں غلام احمد صاحب مرحوم

ہم مکرم الحاج میاں غلام احمد صاحب مرحوم آف انصاف کچہری فیصل آباد کی زندگی سے متعلق مواد اکٹھا کر رہے ہیں۔

وہ احباب جن کے پاس میاں صاحب مرحوم کے اخلاق فاضلہ، رفاہی امور اور دینی خدمات کے بارہ میں واقعات ہوں ہمیں ۱۰ اگست تک بھیج کر ممنون فرمائیں۔

(حمید عابد، جمال الدین انجم احمد اکیڈمی۔ ربوہ)

فرنچ سینٹر لاہور میں داخلہ

فرنچ سینٹر E-20 گلبرگ III لاہور میں فرانسیسی زبان سکھانے کے لئے ایک CRASH PROGRAMME شروع کیا جا رہا ہے۔ یہ پروگرام مورخہ ۱۷ جولائی سے ۱۴ ستمبر ۱۹۸۳ء تک ہوگا۔ ایک ہفتہ میں تین روز شام کو سوا پانچ بجے سے سوا سات بجے تک کلاسز ہونگی۔ اس کورس کی مکمل فیس -/۱۸۵ روپے ہے۔ مزید معلومات کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم فرمائیں۔

پرویز احمد دار الحمد ۴۴۔ اے نیو مسلم ٹاؤن لاہور ۱۶

پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخلہ کے خواہشمند طلباء کیلئے

ضروری اعلان

پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ایم۔ اے، ایم۔ ایس۔ سی کلاسز میں داخلے شروع ہونے والے ہیں۔ طلبہ کی راہنمائی کے لئے گزشتہ سال کا مختلف شعبہ جات کا کم از کم میرٹ پیش ہے:۔

(۱۔ میرٹ میں C.C. N کے نمبر شامل ہیں۔ (ب) میرٹ میں C.C. N اور متعلقہ مضمون میں حاصل کردہ نمبر شامل کئے گئے ہیں۔

M.B.A : ۷۰۴، M.P.A : ۴۰۴، شماریات : ۳۵۸، ریاضی : ۳۳۵
لائبریری سائنس : ۳۹۵، کیمیا : ۴۱۰، عربی : ۳۷۸، اردو : ۴۰۸
پنجابی : ۲۷۰، صحافت : ۴۱۱، لاء کالج : ۳۴۷، P.C.L : ۶۸ ج
تاریخ : ۴۳۷، معاشیات : ۶۱۴، فزکس : ۴۹۰، جغرافیہ : ۴۸۶
سیاسیات : ۴۶۵، باٹنی : ۴۵۰، انگریزی : ۵۵۰، ذوالوجی : ۴۴۶
اسلامیات : ۵۱۹، فائن آرٹس : ۵۱۲، سوشل ورک : ۴۵۵، اطلاقی نفسیات : ۵۲۰
عمرانیات : ۴۹۰

داخلے کے سلسلے میں مزید معلومات اور راہنمائی کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم فرمائیں

افتخار احمد ناگی۔ ۵۷ فلیمنگ روڈ۔ لاہور فون نمبر ۶۶۶۷۷ (محمد احمد اشرف ۷۲۔ دار الصدر شرقی ربوہ)

ولادت باسعادت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کے بھانجے عزیزم مکرم چوہدری عبدالکریم طاہر ابن مکرم چوہدری عبدالقیوم صاحب سرائے عالمگیر ضلع گجرات کو مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۸۳ء کو قرطبہ سپین میں لڑکے سے نوازا ہے جو ان کا پہلا بچہ ہے الحمد للہ علیٰ ذالک۔

نومولود مکرم میاں ناصر علی صاحب تیم ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی کمشنر آفس جھنگ کا نواسہ ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں نام رکھنے کی درخواست کی گئی تو حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچے کا نام عطاء الصمد رکھا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سپین کے نومولود احمدی عطاء الصمد کو صحت اور کام والی لمبی زندگی عطا کرے اسم بامسمّٰی ہو۔ دین کا خادم اور حقیقی معنوں میں داعی الی اللہ بنے اور ماں باپ کی ٹھنڈک کا موجب ہو۔ آمین۔

مبارک مصلح الدین احمد واقف زندگی
ولد صوفی غلام محمد صاحب ناظر بیت المال (خرچ)

سچی بوٹی (ٹنکچر)

ہومیوپیتھک طریق پر تیار کردہ
سچی بوٹی (ٹنکچر)
پھوڑا پھنسی سے لیکر کینسر (CANCER) تک کیلئے مفید ہے۔ پینے میں آسان۔ فوری اثر کے لئے۔ قیمت فی اونس -/۲۰ ڈاک خرچ -/۵
کیور ٹیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ پاکستان لاہور۔ کراچی
ہیڈ آفس ربوہ۔ فون ۶۰۶-۶۰۷

عید شاپنگ

فینسی ڈوپٹے، عمدہ لیڈیز سوٹ
بچوں کے معیاری ریڈی میڈ ملبوسات کی نئی دید زیب ورائٹی حاضر ہے۔
شہزاد گارمینٹس گولبازار ربوہ

بوہڑ والی گولیاں

صحت و شباب کیلئے مکمل کورس -/۳۰
قاضی دواخانہ چک چٹھہ رجسٹرڈ
(حافظ آباد) گوجرانوالہ